شہداء فی سبیل اللہ کا مرتبہ

جناب مفتی سیاح الدین صاحب کاکاخیل

مضمون کا یہ حصہ آخری قسط کی اشاعت کے بعد موصول ہوا۔ اِس تکمیلی حصہ مضمون کو بعد میں دیا جا رہا ہے۔ ربطِ مضمون کے لیے پچھلی قسط کی ۲،۴ سطور سامنے دی جا رہی ہیں۔ (ادارہ)

مومن آخرت کی زندگی کو حقیقی زندگی سمجھ کر دُنیا کی اس چند روزہ زندگی اور اس کی نعمتوں پر اُسے ترجیح دیتا ہے، لیکن جو اس دُنیا سے محبت کرے، یہاں کی چند روزہ زندگی پر ریجھ جائے، وہ عاقبت سے بے پروا ہو کر اسی زندگی کو سب کچھ سمجھے اور یہاں کی محدود نعمتوں پر قناعت کرے اور دُنیا مطلوب و مقصود ہو تو یہ مومنانہ نظریہ نہیں۔ تو پھر وہ اللہ کی راہ میں لڑے گا نہیں موت کو ناپسند کرے گا۔ موت سے ڈرے گا اور جو موت سے ڈرتا ہے اُس کے پاس موت بہت دلیرانہ آتی ہے۔ جب وَہن کی یہ کیفیت پیدا ہو جائے تو لازماً دشمن غالب آئیں گے۔ اور دیکھا جا رہا ہے کہ کروڑوں کی تعداد میں ہونے کے باوجود اسی وَہن کی وجہ سے آج مسلمان کہلانے والے ہر ملک میں ذلیل و خوار اور مغلوب و مقہور ہیں۔ برائے نام آزاد حکومتوں میں بھی وہ حقیقتاً دوسروں کے غلام ہیں۔ سیاسی غلام ہیں، اقتصادی غلام ہیں، معاشرتی غلام ہیں، ذہنی غلام ہیں۔ اُن کے پاس اپنا کچھ بھی نہیں۔ سیاست اور نظام سیاست غیر اسلامی ہے، دوسروں سے درآمد کردہ۔

اُن کے اقتصادیات پر دوسروں نے پنجے گاڑے ہیں۔ تعلیم، ثقافت اور معاشرت اور ذہنی سوچ میں یورپ و امریکہ کے دریوزہ گر اور ان کے اندھے بہرے مقلد ہیں الغرض فضائل و مناقب والی شہادت کا جذبہ جب ختم ہوا اور موت ناپسندیدہ نظر آنے لگی تو دُنیا بھی تباہ ہوگئی۔ شہادت فی سبیل اللہ کی تو یہی فضیلت ہے کہ اس سے مرنے والے کی آخرت سنور جاتی ہے جس آخرت سے اُس کو محبت ہوتی ہے اُس میں وہ کامیاب زندگی حاصل کرتا ہے اور اس کے بعد دُنیا میں زندہ رہنے والے اس قوم کے افراد یہاں فتح و نُصرت سے متمتع ہوجاتے ہیں اور پوری قوم کی یہ زندگی عزّت و جلال کی ہوجاتی ہے۔ اس موقع پر مجھے اقبالؒ کا ایک شعر یاد آیا۔ اقبال کہتا ہے کہ کرمِ کتابی اور پروانے کا مکالمہ ہوا۔ کرمِ کتابی نے کہا کہ میں علم و حکمت کی کتابیں چاٹتا رہتا ہوں اور وہاں سے حکیمانہ نکتے اور زندگی کے راز حاصل کرتا ہوں۔ اس پر پروانے نے اُسے کہا کہ صرف کتابوں سے زندگی کے راز معلوم نہیں ہوسکتے۔ موت کے عاشق بننے اور ایک روشن شمع پر اپنی جان نچھاور کرنے سے اصل زندگی کی حقیقت معلوم ہوسکتی ہے۔ اور زندگی کو بال و پر مل جاتے ہیں۔

ع تپش می کند زندہ تر زندگی را
تپش می دہد بال و پر زندگی را

اس سلسلہ میں ایک نہایت ہی اہم بات کی طرف توجہ دلانا بھی ضروری ہے۔ آپ نے آیات میں، احادیث میں بار بار دیکھا کہ قتال کے ساتھ فی سبیل اللہ کی قید لگی ہوئی ہے۔ شہید کے ساتھ فی سبیل اللہ کی شرط لگی ہوئی ہے۔ اس لیے یہ سارے فضائل و مناقب اس مقتول کے لیے ہیں جس کو اللہ کی راہ میں، اعلاءِ کلمۃ اللہ کی جد و جہد میں اقامت دین کے لیے کوششیں کرتے ہوئے قتل کیا گیا ہو۔ وہ قتال اللہ تعالیٰ ہی کے لیے کر رہا تھا۔ اس کی نیت اللہ تعالیٰ کے حکم کی تعمیل میں اور اس کی رضا کی تحصیل کی خاطر لڑنے اور جان دینے کی تھی۔ انما الاعمال بالنیات وانما لکل امرءٍ ما نویٰ۔ یہ ایک ایسا کلیہ ہے کہ تمام اعمال صالحہ کے ساتھ اس کا تعلق ہے۔ قتال بھی ایک عمل ہے۔ لیکن اس لڑنے مارنے میں مختلف طرح کی نیتیں ہوسکتی ہیں۔ کوئی شخص اس لیے بھی لڑتا ہے کہ مال و دولت حاصل کروں۔ کوئی اس لیے

لڑتا ہے کہ میری بہادری، جرأت وجسارت کی شہرت ہو، ناموری ہو۔ کوئی اس لیے لڑتا ہے کہ قومی اور ملکی لڑائی ہے، محض قوم و ملک ہی کی خاطر اس میں شریک ہوتا ہے۔ کوئی اُجرت لے کر محض اس اُجرت ہی کے پیش نظر جنگ میں حصّہ لیتا ہے یہی اُس کی غرض ہے۔ اور کوئی خالص رضائے الٰہی اور اقامتِ دین کے لیے میدان میں نکلتا اور دوسروں کو مارتا اور خود جان دیتا ہے۔ تو شرعاً اور حقیقتاً شہید وہ ہے جو اس آخری نیت کے ساتھ یہ سارا کام کر رہا ہے۔ ایک صحیح حدیث میں یہ مضمون موجود ہے۔ بخاری شریف اور مسلم شریف میں حضرت ابوموسیٰ اشعریؓ سے یہ روایت ہے کہ ایک شخص جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا اور اُس نے کہا کہ کوئی شخص تو اس ارادے سے لڑتا ہے کہ میں مالِ غنیمت حاصل کروں۔ کوئی شخص اس لیے لڑتا ہے کہ لوگوں میں میری بہادری کی شہرت ہو، کوئی شخص اِس لیے لڑتا ہے کہ لوگوں میں یہ دیکھا جائے کہ اس کا مرتبہ اور درجہ کتنا اُونچا ہے تو بتایئے کہ فی سبیل اللہ کون ہوتا ہے۔ آپ نے فرمایا من قاتل لتکون کلمة الله هی العلیا فهو فی سبیل الله۔ جو شخص اس لیے لڑائی لڑ رہا ہے کہ اللہ کا کلمہ بلند ہو جائے۔ یعنی اللہ کا قانون کسی ملک میں، کسی قوم میں نافذ ہو جائے اور اللہ کا دین اس کا بتلایا ہوا نظام زندگی عملی طور سے رائج ہو جائے۔ اور خدا کے بندے واقعہ میں خدا کے بندے بن کر صرف اس کی اطاعت کریں۔ اور اُس کا دوسرا پہلو بھی حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ایک طویل حدیث میں ذکر ہے کہ جب قیامت کے دن اللہ تعالیٰ کے ہاں سارے لوگ پیش ہوں گے۔ تو عالم کہے گا کہ میں نے اللہ تعالیٰ کی رضا کے لیے علم حاصل کیا تھا مجھے اس نیک عمل کا بدلہ ملنا چاہیے۔ ایک مال خرچ کرنے والا کہے گا کہ میں نے اللہ کی راہ میں اپنا مال خرچ کیا تھا مجھے آج اس کا ثواب ملنا چاہیے۔ اور ایک ایسا شخص جو لڑائی لڑتا ہوا مارا گیا ہو، کہے گا کہ میں اللہ کی راہ میں شہید ہوا ہوں میں بھی اس شہادت کے اجر و ثواب کی اُمید رکھتا ہوں۔ چونکہ اللہ تعالیٰ قلوب کی نیتوں کو جانتا ہے۔ سینوں کے راز اُس کو معلوم ہیں کوئی اندر کی بات اس سے مخفی نہیں رہ سکتی۔ زبان سے جو کوئی جو بھی دعویٰ کرے کرتا رہے۔ نرے دعووں سے کچھ نہیں ہوتا۔ چنانچہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد

فرمایا ہے کہ اللہ تعالیٰ اس عالمِ دین سے فرمائے گا کہ تو نے علم میری خاطر اور میری رضا کے لیے حاصل نہیں کیا تھا بلکہ اس لیے لیقال انک قارئ وقد قیل کہ تاکہ لوگوں میں چرچا ہو کہ فلاں صاحب بہت بڑے عالم فاضل ہیں اور لوگوں نے دنیا میں تجھے عالم فاضل کہہ دیا۔ جس مقصد کے لیے تحصیلِ علم تھی وہ مقصد تو حاصل کر چکا ہے میرے لیے تو نے یہ کام نہیں کیا تھا اب مجھ سے یہاں کیا بدلہ مانگتے ہو اور کس اجر و ثواب کی توقع رکھتے ہو۔ اور اس ریاکار اور شہرت طلب کے بارے میں حکم ہوگا فیسحب علیٰ وجہہ النار کہ اس کو جہنم کی آگ میں ڈال کر گھسیٹا جائے۔ اور اس کے ساتھ ایسا معاملہ کیا جائے گا۔ مال والے سے کہا جائے گا کہ ہاں تو نے بہت مال خرچ کیا تھا۔ مگر میرے لیے نہیں، میری رضا حاصل کرنے کے لیے نہیں بلکہ صرف اس لیے لیقال انک جواد وقد قیل کہ لوگوں میں یہ بات مشہور ہو جائے کہ فلاں شخص بہت سخی اور خرچیلا ہے اور لوگوں نے تجھے سخی کہا۔ اور سخی کی حیثیت سے تیری شہرت ہو گئی یہی تیرا مقصد تھا وہ پورا ہوا۔ یہاں اب مجھ سے کیا اجر و ثواب کی امید رکھتے ہو۔ اور اس ریاکار اور شہرت کے طلب گار کے بارے میں حکم خداوندی ہوگا کہ جہنم کی آگ میں ڈال کر گھسیٹا جائے۔ چنانچہ حکم خداوندی کی تعمیل ہو جائے گی۔ اور فیسحب علیٰ وجہہ النار اس کو دوزخ کی آگ میں ڈال کر گھسیٹا جائے گا۔ شہید کہلانے والے اور اجر و ثواب کی توقعات باندھنے والے شخص سے ارشاد ہوگا کہ تو اس لیے لڑتا رہا اور لڑتے لڑتے مارا گیا ہے کہ لوگوں میں تیری شجاعت و بہادری کی شہرت ہو جائے ولیقال انک شجاع وقد قیل اور کہا جائے کہ فلاں شخص اس قدر دلیر اور بہادر تھا۔ اور اس طرح جان نثاری کے ساتھ لڑتا اور دشمنوں کی صفوں میں گھستا رہا ہے۔ دنیا میں تجھے شجاع کہا گیا۔ تیری بہادری کا سکہ بیٹھ گیا جس غرض کو سامنے رکھ کر لڑتے رہے ہو تیری وہ غرض تو پوری ہو گئی۔ میرے لیے قتال تو نے نہیں کیا تھا۔ اس لیے مجھ سے اب کس چیز کا بدلہ لینا چاہتے ہو۔ اس کے بارے میں بھی حکم ہوگا اور فیسحب علیٰ وجہہ النار اور دوزخ کی آگ میں ڈال کر اوندھے منہ گھسیٹا جائے گا۔

اس صحیح حدیث کے اس مضمون کو مستحضر کر کے ہر شخص کو سوچنا چاہیے کہ وہ جو بھی نیک عمل

کر رہا ہے۔ اس کی اصل نیت کیا ہے۔ آخرت میں اللہ تعالیٰ کے ہاں اجر و ثواب تب ملےگا جب وہ نیک عمل خالص اللہ تعالیٰ کی رضا کے لیے کیا گیا ہو اور اس کی خوشنودی پیش نظر ہو۔ شہادت و جان نثاری ایک عمل صالح ہے۔ اور اس کی فضیلت تفصیل کے ساتھ بیان کی گئی ہے۔ مگر یہ فضیلت تب ہوگی۔ جب خالص نیت کے ساتھ فی سبیل اللہ ہو اور اعلاء کلمۃ اللہ کے لیے ہو۔ اللہ تعالیٰ سب مسلمانوں کو اخلاصِ عمل اور رضائے الٰہی کے حصول کا جذبۂ صادقہ نصیب فرمائے۔

وآخر دعوانا ان الحمد للہ رب العلمین

احتیاط

ترجمان القرآن میں ضرورتِ استدلال کے لیے آیات و احادیث شائع ہوتی رہتی ہیں۔ قارئین سے گذارش ہے کہ جن اوراق پہ آیات و احادیث ہوں۔ ان کا خاص احترام ملحوظ رکھیں تاکہ بے ادبی نہ ہونے پائے۔

(ادارہ)

خواتین کیلیے تین خوبصورت کتابیں

۱۔ شمعِ حرم	محمد یوسف اصلاحی	-/۱۲ روپے
۲۔ عورت اور اسلام	جلال الدین عمری	-/۹ ″
۳۔ عورت قرآن کی نظر میں	شمیمہ حسن	-/۱۲ ″

البدر پبلی کیشنز — ۲۳۔ راحت مارکیٹ۔ اردو بازار لاہور